محمد اویس قرنی

حسنِ سلوک

ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں۔ اللہ میری پردہ پوشی کرے۔ فرمایا لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔ عرض کیا سب سے بڑی برائی کیا ہے فرمایا بداخلاقی اور بخل۔ عرض کیا سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟ فرمایا اچھے اخلاق اور تواضع اور پھر عرض کیا اللہ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں ۔فرمایا لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑو۔

حدیث مبارکہ میں جسمانی اور روحانی بیماریوں کا جو علاج آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمایا ہے' وہ بہرحال لوگوں کے ساتھ نفع رسانی، ہمدردی، تواضع اور اچھے اخلاق پر منحصر رکھا گیا ہے۔

کون بدنصیب انسان ایسا ہوگا جو اس کی خواہش نہ کرے جس چیز کی چاہت ان صحابیؓ نے کی ہے یقیناً اور لامحالہ ہر ایک آدمی چاہے گا کہ میں ہمیشہ خوش رہوں اور کوئی تکلیف، پریشانی و پشیمانی نہ ہو۔ مگر جب ہم اس جہانِ فانی میں رہنے والی اربوں ہستیوں کی زندگانی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو اچھے اخلاق، ہمدردی، اور نفع رسانی جیسے الفاظ ایک عفریت مہیب اور حربہ بے امان معلوم ہوتا ہے۔

عجب دور آیا ہے کہ آج اگر کسی کس وناکس کے ساتھ احسان اور ہمدردی کی جائے تو بجائے اس کے احسان مند اور شکر گزار ہونے کے اسے طرح دے جاتا ہے اور اپنے ہونے والی اس ہمدردی کو اس کی مجبوری گردانتا ہے۔ دل کرتا ہے کہ ایسے لوگ ہمیشہ تنگدستی، مفلسی اور ہر وقت طرح طرح کی تکالیف میں گھرے رہیں، راحت وسکون کی تمام نیلگیاں ان پر ہر آن بند رہیں۔

آپ نے اکثر ایسی معزز ہستیوں کے چہرے دیکھے ہوں گے کہ فطری طور پر ان کی شکلیں ایسی ہوں گی کہ ان کے چہرے غصے کے بادل میں گھرے رہتے ہیں، ماتھے کے تیور بدلے ہوئے ہوتے ہیں' رخساروں کی سلوٹیں ہر گھڑی تنی رہتی ہیں اور یہ تجربہ ہے کہ اکھڑ مزاج اور چڑ چڑا پن انہی میں زیادہ ہوتا ہے۔ بات کرو تو منہ سے آگ کے شعلے نمودار ہوتے ہیں حد تو یہ ہے کہ فی زمانہ ایسے فرعانہ اور نماردہ بھی موجود ہیں کہ ان کے پاس رہنے کو گھر نہیں ہوتا پہننے کو کپڑا میسر نہیں مگر ان کے غرور اور کبر کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے رئیس اور اغنیاء بھی ان سے شرم محسوس کریں بس بے نام سی نیرنگیاں لیے پھرتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ خوش خلقی اور احسان و ہمدردی سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں کہ اس کا صلہ نہایت بے رحمی اور

بے دردی سے دیتے ہیں اور تو اور اپنے محسن سے بولنا تک چھوڑ دیتے ہیں (کبھی تجربہ کر کے دیکھ لیجئے) ایک آدمی صاحبِ حیثیت ہو، عزو جاہ کے دولت کدہ پر براجمان ہو۔ اب ایسا شخص اگر حسنِ اخلاق سے لگاؤ نہیں رکھتا اور وہ ہمیشہ ہمدردی اور بھائی چارے کا بدلہ برائی سے ہی دیتا ہے تو بھی بات سمجھ میں آتی ہے مگر ایک وہ شخص جس کے پاس لاؤ لشکر نہیں زروجواہرات نہیں اور اس کے علاوہ کوئی قابلِ فخر شے اس میں نہیں اور غزہ ایسا کہ خدا کی پناہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا یوں تو تکبر اللہ تعالیٰ کو ہر شخص میں ناپسند ہے مگر اس میں زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ وہ قابلِ فخر چیز نہیں رکھتا مگر پھر بھی تکبر کرتا ہے۔ بس ایک طبع زاد شریف، صلح جو اور مردِ مومن کو یہ بات اپنے پلے باندھ لینی چاہیے کہ اپنے لوگوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اگر وہ ایک ہاتھ تم سے دور بھاگتے ہیں تو تم دو ہاتھ ان سے پرے رہو۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی کہ بیٹا تم اتنے میٹھے نہ بنو کہ لوگ تمہیں نگل جائیں نہ اتنے کڑوے کہ لوگ تھوک دیں اور تقریباً یہی بات امام شافعیؒ نے بھی فرمائی ہے جو کہ علامہ ابن الصلاحؒ نقل فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ ترش روئی سے پیش آنا لوگوں کو دشمن بنالینا ہے اور بہت زیادہ خندہ پیشانی برے ہم نشینوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ لہٰذا بہت زیادہ خندہ پیشانی اور ترش روئی کے درمیان معتدل راہ اختیار کرو۔

....

رمضان، عید اور ہم

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے؟ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
طبع آزاد پہ قید رمضاں بھاری ہے
تمہی کہہ دو کہ یہ آئینِ وفاداری ہے
قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں

(علامہ اقبالؒ)